جوابِ آں غزل

تحریر: محمد ایس کھوہار

ایک تحریر عبدالقدوس فیضی صاحب خطیب جامع مسجد انوار مدینہ کنیال شریف کی مجھے تحقیق کے لئے صوفی عبدالجبار صاحب موضع سمبلی نے بھیجی۔ جو کہ مولانا نے امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت نہ کرنے کے بارے میں لکھی ہے۔ جس میں قرآن مجید کی آیت اور تفاسیر کے حوالے اور اس بعد احادیث کے حوالے دے کر ثابت کیا گیا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔

اس تحریر کا میں نے بغور مطالعہ کیا اور پھر اس بارے میں تحقیق کی اور مجھے یقین ہے کہ مولانا نے جو تحریر لکھی ہے اور جن تفاسیر اور احادیث کے حوالہ جات دیئے ہیں وہ خود اصل کتابیں مولانا نے نہیں دیکھیں بلکہ میں 99% یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا نے یہ تحریر ایک کتاب۔ جس کا نام ''جاء الحق'' ہے۔ سے لکھی ہے۔ کیونکہ احادیث لکھنے میں جوڈنڈی ماری گئی ہے۔ اس میں مولانا احمد یار گجراتی مصنف کتاب جاء الحق بڑے ماہر تھے۔ یہ تحریر ان کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس تحریر میں بھی وہی کام دکھایا گیا ہے کہ کسی حدیث میں اپنی طرف سے کمی کسی میں اضافہ اور یا پھر ضعیف احادیث لکھ کر اپنا مؤقف ثابت کیا ہے۔

تحریر کے ابتداء میں مولانا نے قرآن مجید کی سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 204 سے دلیل پکڑی ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرآن کی تلاوت کرنا منع ہے خاموش رہنا ضروری ہے۔ ﴿**واذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا العلكم ترحمون**﴾ ترجمہ: ''اور جب قرآن شریف پڑھا جاوے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم رحم کئے جاؤ''

جواب: اگر مولانا نے قرآن مجید ترجمے کے ساتھ غور سے پڑھا ہوتا تو اتنی بڑی تحریر لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنی کتاب قرآن مجید میں اس کی وضاحت فرمادی کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مطلب کیا ہے۔ اور کیوں نازل فرمائی ہے۔ نیچے میں وہی آیت نمبر 204 اور اس سے آگے والی ایک آیت نمبر 205 کا ترجمہ اکٹھا لکھتا ہوں تا کہ کچھ وضاحت ہو جائے۔

ترجمہ: ''اور جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم رحم کئے جاؤ''

''اور اپنے رب کو یاد کرو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور بلند آواز کی نسبت پست آواز کے ساتھ اور صبح اور شام اور اہل غفلت میں سے مت ہونا''۔

(ا) آیت نمبر 205 میں اس بات کی اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی ہے کہ قرآن مجید کے پڑھتے وقت رب کے ذکر سے منع نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان لوگوں کو منع کیا گیا ہے جو قرآن مجید کے پڑھے جانے کے وقت شور کرتے اور لغو قسم کی گفتگو کرتے تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ حٰم السجدہ کی آیت نمبر 26 میں کیا ہے۔ ﴿وقال الذين كفروا لاتسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون﴾ ترجمہ: ''اور کافروں نے کہا اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور بے ہودہ (لغو) گفتگو کرو، کیا عجب کہ تم غالب آجاؤ''یعنی جب کافروں نے آپس میں پروگرام بنایا کہ جب حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اس کو مت سنو بلکہ اس وقت لغو بے ہودہ گفتگو کرو اور شور مچاؤ تا کہ کوئی کافر اس قرآن مجید کو سن کر مسلمان نہ ہو جائے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی مذکورہ بالا آیت نمبر 204 نازل فرمائی۔ ''کہ قرآن مجید کو کان لگا کر سنو تا کہ تم رحم کیے جاؤ (یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرما کر تمھیں دولت ایمان سے نواز دے''۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کو نوازا۔ جو کہ گھر سے حضور ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کے ارادے سے نکلے راستے میں اپنی بہن سے قرآن مجید کی چند آیات سن کر مسلمان ہو گئے اور اس آیت کے آخری الفاظ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عمر بن الخطابؓ پر رحم فرما کر دولت ایمان سے نواز دیا۔

(2) جب آیت نمبر 205 کو پڑھیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر 204 میں کفار کو خاموش رہنے کا حکم دیا ہے اسی طرح آیت نمبر 205 میں مسلمانوں کو ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن بلند آواز کی نسبت پست آواز کے ساتھ دل میں پڑھنے کا حکم ہے۔ جس سے ایک اور غلط فہمی کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ

(ا) کچھ مولوی حضرات لوگوں کو کہتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے فاتحہ) پڑھنے والی احادیث قرآن سے ٹکراتی ہیں اس لئے یہ قابل عمل نہیں۔ جب کہ آیت نمبر 205 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (واذکر ربک فی نفسک) ''یعنی اپنے رب کا ذکر اپنے دل میں کرو'' اور حدیث جو کہ صحیح ابن حبان صفحہ 142 میں ہے اس میں حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرمایا (اقراء فی نفسک) اس کو اپنے دل میں پڑھ۔

(۲) اسی طرح حضرت انسؓ والی حدیث میں حضور ﷺ صحابہ کرامؓ کو فرماتے ہیں (والیقرأ احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ) ''سورۃ الفاتحہ اپنے دل میں پڑھا کرو''۔ (کتاب جزء القرأۃ بخاری: 127 اسی طرح

(۳) ابوہریرہؓ نے اپنے شاگرد کو فرمایا (اقراء بھا فی نفسک) ''اس کو اپنے دل میں آہستہ پڑھ لیا کرو''۔ (صحیح مسلم شریف:26/10)۔ (صحیح ابن حبان:142)

اس طرح سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 205 اور مذکورہ بالا احادیث آپس میں مطابقت کرتی ہیں اور (تقلید پرست) مولویوں کی وہ بات بالکل غلط ثابت ہوئی ہے کہ احادیث قرآن سے ٹکراتی ہیں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا کوئی فرمان قرآن مجید سے نہیں ٹکراتا بلکہ قرآن مجید کی تفسیر حضور ﷺ کے فرمان سے ہی ہوتی ہے اور مذکورہ بالا احادیث آیت نمبر 205 کی تفسیر ہیں۔ اور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(3) جن تفاسیر کے مولانا نے حوالہ جات دیئے ہیں ان پر بھی کافی جرح ہوئی ہے لیکن میں بجائے تفصیل میں جانے کے مختصر ہی کہوں گا کہ وہ حوالہ جات اگر صحیح مان لئے جائیں تو ان سے صرف یہی مطلب نکلتا ہے کہ امام کے پیچھے بلند آواز سے قرآن نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ ابن مسعودؓ والی تفسیر میں یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پڑھتے سنا۔ جس کا مطلب ہے کہ لوگوں نے امام کے ساتھ بلند آواز سے قرآن پڑھا تھا۔ جو انہوں نے سنا، جس سے وہ لوگوں کو ناراض ہوئے۔ اگر قرآن مجید پڑھتے وقت آہستہ پڑھنا بھی منع ہے تو مولانا سے چند سوال عرض کرتا ہوں۔ اور ان سے ان کے جوابات کی امید رکھتا ہوں۔

سوال نمبر 1: جب آپ صبح (یعنی فجر) کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھا رہے ہوتے ہیں اور قرآن مجید بھی بلند آواز سے پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور دیر سے آنے والے شخص نے ابھی سنتیں پڑھنی ہوتی ہیں اور وہ مسجد کے ایک کونے میں اپنی سنتیں پڑھنا شروع کر دیتا ہے جبکہ وہ امام کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز بھی سن رہا ہوتا ہے۔ تو بتائیں کیا وہ شخص اب خاموش کھڑا رہے گا؟ اگر خاموش کھڑا رہے گا تو کیا اس کی سنتیں ادا ہوگئی ہیں یا نہیں؟ اور اگر وہ خاموش کھڑا نہیں رہا اپنی نماز میں پڑھتا رہا ہے تو کیا اس نے آپ کی پیش کردہ آیت کے مخالف عمل تو نہیں کیا؟ اگر اس نے آیت کی مخالفت کی ہے تو آپ کے مسلک کے مطابق اس پر کیا حکم جاری کیا جاسکتا ہے؟ (فتویٰ لکھ کر بھیجیں)

سوال نمبر 2: آپ فجر، مغرب اور عشاء میں سے کوئی نماز پڑھا رہے ہیں ایک آدمی دیر سے آتا ہے آپ قرآن مجید کی قرأت بلند آواز سے کر رہے ہیں اور بعد میں آنے والا شخص نماز میں داخل ہونا چاہتا ہے تو کیا وہ اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہوگا؟ یا خاموشی سے ہاتھ باندھ کر جماعت سے مل جائے گا؟ اگر اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہوگا تو پھر آپ کی پیش کردہ آیت کے مطابق آپ اس پر کون سا حکم لاگو کریں گے؟ اور اگر خاموشی سے نماز میں مل جائے گا

تو کون سا حکم اس پر لگے گا؟ (فتویٰ لکھ کر بھیجیں)

سوال نمبر 3: آپ مذکورہ بالا آیت سے صرف جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی کو تلاوت قرآن منع سمجھتے ہیں یا پھر سری نمازوں میں بھی منع سمجھتے ہیں؟۔ اگر سری نمازوں میں بھی منع سمجھتے ہیں تو تیسرا سوال یہ ہے کہ جب نماز کے آخری تشہد میں درود شریف پڑھنے کے بعد (**رب ا جعلنی .... یوم یقوم الحساب**) تک سورۃ ابراہیم آیت نمبر 40 , 41 آپ بحیثیت امام بھی یہی قرآن مجید کی دو آیات پڑھ رہے ہوتے ہیں اور پیچھے آپ کے تمام مقتدی بھی یہی دو آیات پڑھ رہے ہوتے ہیں کیا آپ کے مقتدیوں کا یہ عمل درست ہے؟ یا پھر آپ کی پیش کردہ مذکورہ بالا آیت اور تفاسیر کی روشنی میں آپ کے مقتدی بھی غلط کر رہے ہیں اور اپنے مقتدیوں پر بھی فتویٰ ضرور لگائیں اور اس فتویٰ کی کاپی ضرور بھیجیں۔ (شکریہ)

اگر ان مقامات پر آپ کی پیش کردہ مذکورہ آیت کا حکم ساقط ہو جاتا ہے تو وہ کس اصول کے تحت ساقط ہوتا ہے جبکہ فجر کی سنتیں جماعت کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کا حکم کہیں بھی نہیں ملتا کہ وہ پڑھ کر جماعت میں شامل ہوں اسی طرح (**رب اجعلنی .....یوم یقوم الحسا ب**) تک بھی حضور ﷺ کے فرمان سے کہیں بھی یہ حکم نہیں ملتا کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس سورۃ فاتحہ کے بارے میں حضور ﷺ کا واضح فرمان ملتا ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جس عمل کا حکم حضور ﷺ نے نہیں دیا اس کے لئے آپ اپنے وضعی اصول سے آیت کا حکم ساقط کر لیتے ہیں اور جس کا حکم حضور ﷺ کے فرمان سے واضح ملتا ہے اس پر پابندی لگا دیتے ہیں کہ اس آیت کے تحت سورۃ فاتحہ پڑھنا منع ہے جبکہ مذکورہ آیت سورۃ الاعراف کی ہے جو کہ بالاتفاق مکی ہے اور ہجرت مدینہ کے کچھ عرصہ بعد تک نماز میں گفتگو کرنے کی اجازت تھی جس کی ممانعت ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی جب یہ آیت کریمہ اتری۔ ﴿**وقوموا للہ قانتین**﴾ (البقرہ:۲۳۸)

حدیث: حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں ہم پہلے نماز پڑھنے کے دوران باتیں کر لیا کرتے تھے۔ ہم میں سے کسی کو اپنے بھائی سے بات کرنے کی ضرورت ہوتی تو نماز ہی میں بات کر لیا کرتا۔ یہاں تک کہ یہ آیت اتری۔ (**حافظو اعلی الصلوات .....قا نتین**) اس وقت سے ہم کو نماز میں خاموش رہنے کا حکم ہوا (صحیح بخاری:۸۰۱/۲)

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ مولانا نے جو آیت شروع میں پیش کی ہے وہ مکی ہے جس کے

نازل ہونے کے بعد نماز میں گفتگو کرنے کی اجازت تھی جو کہ بعد میں سورۃ البقرہ کی مذکورہ بالا آیت نازل ہونے کے بعد گفتگو منع ہوئی۔ تو جس آیت کے نازل ہونے کے بعد نماز میں گفتگو کرنے کی اجازت تھی تو اس آیت سے سورۃ الفاتحہ منع کیسے ہوسکتی ہے؟ کیونکہ سورہ الفاتحہ تو نماز کا حصہ ہے جبکہ گفتگو کرنا نماز کا کوئی حصہ تو نہیں، اس لئے مولانا کی پیش کردہ آیت سے سورۃ الفاتحہ نماز میں امام کے پیچھے پڑھنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوئی۔

اور اب وہ احادیث اور روایات جو مولانا نے لکھی ہیں ان کے بارے میں تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:-

حدیث نمبر ا۔ مولانا نے حدیث نمبر ا کے عنوان سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ حضرت عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کے امام کے ساتھ کسی نماز میں قرأت جائز نہیں خواہ (سری ہو یا جہری) (صحیح مسلم شریف:۱ / ۲۱۵)

جواب:- یہ مذکورہ بالا حدیث بالکل مسلم شریف میں موجود ہے لیکن یہاں پر مولانا نے اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس حدیث میں ڈنڈی ماری ہے۔

۱۔ مذکورہ بالا حدیث میں مولانا نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں (خواہ سری ہو یا جہری) یہ الفاظ صحیح مسلم شریف کی پیش کردہ حدیث میں بالکل موجود ہی نہیں۔ جو کہ مولانا نے اپنی طرف سے استعمال کئے ہیں۔ اگر مولانا یہ الفاظ مسلم شریف کی مذکورہ بالا پیش کردہ حدیث میں دکھادیں۔ میں اپنی طرف سے ایک ہزار روپے مولانا کو انعام کے طور پر دوں گا۔ ورنہ تسلیم کریں کہ ہم حدیثوں کو اپنی مرضی کے مطابق کمی بیشی کر کے پیش کرتے ہیں۔

۲۔ مولانا نے مذکورہ بالا حدیث مکمل درج بھی نہیں کی کیونکہ حدیث کا پہلا حصہ جہاں سے اپنا مطلب حل ہو سکتا تھا وہ پیش کر دیا اور جو بقیہ حصہ جو ان کے خلاف تھا اس کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ کیونکہ مسلم شریف کی یہ حدیث مکمل کچھ اس طرح ہے:

ترجمہ: ''عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے امام کے ساتھ پڑھنے کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ امام کے ساتھ کچھ نہ پڑھنا چاہیے۔ اور کہا کہ میں نے رسول ﷺ کے سامنے سورۃ والنجم پڑھی پھر آپ نے سجدہ نہیں کیا''۔ حدیث کا دوسرا حصہ پڑھیں تو اس میں ہے کہ حضرت زید بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی تو آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا۔

تو آپ کوئی قرآن مجید اٹھا کر دیکھ لیں سورۃ النجم میں سجدہ تلاوت موجود ہے۔ اس لئے مولانا نے آدھی حدیث پیش کر دی کہ کہیں کوئی پوچھ نہ لے کہ مولانا حدیث کے دوسرے حصے کا مطلب کیا ہے یہ تو ہمارے ہی

خلاف ہے اس لئے حدیث کا دوسرا حصہ نکال کر حدیث آدھی پیش کر دی کہ کوئی سوال ہی نہ کرے۔ حالانکہ مولانا نے جو آدھی حدیث پیش کی ہے اس میں بھی سورۃ الفاتحہ کا ذکر کہیں بھی نہیں کہ وہ امام کے پیچھے نہ پڑھیں۔

حدیث نمبر ۲: مولانا نے دوسری حدیث بھی مسلم شریف سے پیش کی ہے لکھتے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو۔ پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور (جب وہ قرأت کرے تو چپ رہو)۔ (مسلم)

جواب: یہ حدیث مبارکہ بھی مسلم شریف میں موجود ہے لیکن مولانا نے اپنی طبیعت کے مطابق اس حدیث میں ڈنڈی بھی ماری ہے۔ مولانا نے حدیث کے آخر میں جو الفاظ لکھے ہیں۔ (جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو) یہ اپنی طرف سے شامل کئے ہیں۔ اگر مولانا واقعی سچے ہیں تو مذکورہ حدیث کی اصل کتاب (مسلم شریف) سے اپنے پیش کردہ الفاظ ثابت کریں ورنہ تسلیم کریں کہ ہمارا سارا مذہب ہی من گھڑت دلائل پر مبنی ہے۔ جو سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں۔

نوٹ: عقل مند شخص کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ کیونکہ دیگ میں صرف ایک دو چاول ہی چیک کرنے سے علم ہو جاتا ہے کہ چاول پکے ہیں یا کہ کچے؟ پوری دیگ کو کوئی چیک نہیں کرتا۔ اسی طرح ہنڈیا سے نمک مرچ چیک کرنے کے لئے تھوڑا سا شوربا یا کوئی چیز چیک کی جاتی ہے۔ کوئی بھی پوری ہنڈیا کو کھا کر تو نہیں کہتا کہ نمک مرچ صحیح ہے غلط ہے۔ اس لئے حق کے تلاش کرنے والے کے لئے یہی دو حدیثیں پڑھ کر اندازہ لگا لینا چاہئے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ اب دوسری پیش کردہ حدیثوں کے بارے میں بھی مختصر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۳: مولانا نے حدیث نمبر ۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے۔ (موطا امام محمد صفحہ 99)

جواب: یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے تفصیل اس لئے نہیں لکھ رہا کہ مولانا نے حدیث کی سند نہیں لکھی اگر سند لکھی ہوتی تو تفصیل لکھ دیتا اگر مولانا نے تفصیل طلب کی تو انھیں گذارش ہے کہ وہ سند لکھ کر بھیج دیں ان شاء اللہ پھر تفصیل بھی لکھ دی جائے گی۔ رہی بات حضرت جابر بن عبداللہؓ کی تو وہ خود امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے دلیل کے لئے ابن ماجہ کی حدیث نقل کرتا ہوں۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور ایک سورت پڑھتے تھے۔ اور آخر کی دو رکعتوں میں صرف سورہ الفاتحہ پڑھتے تھے۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۴۲۸)

حدیث نمبر۴: مولانا نے حدیث نمبر۴ میں لکھا کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت اس کیلئے کافی ہے۔ (موطا امام محمد صفحہ ۹۷)

جواب: یہ حدیث بھی ضعیف ہے بلکہ ابن عمرؓ کا اپنا ذاتی عمل اس کے برعکس ہے کیونکہ آپ سے جب قرأت خلف الامام کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں خانہ کعبہ کے مالک اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس کرتا ہوں۔ کہ کوئی نماز بھی ایسی پڑھوں جس میں سورہ الفاتحہ نہ پڑھوں۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی صفحہ نمبر ۱۴۱)

حدیث نمبر۵: مولانا نے حدیث نمبر۵ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام صرف اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔ (طحاوی صفحہ ۱۰۶)

جواب: یہ حدیث بھی مولانا نے مکمل درج نہیں کی ۔ بہرحال اس حدیث پر محدثین نے کافی بحث کی ہے اور یہی لکھا ہے کہ اس میں یہ الفاظ (جب امام تلاوت کرے تو خاموش رہو) یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں ۔ جبکہ یہ حدیث بخاری شریف جلد نمبر ۱/ ۳۶۹ اور مسلم شریف جلد نمبر ۱/ ۳۶ پر درج ہے ان دونوں کتابوں میں یہ الفاظ کہ (جب امام تلاوت کرے تم خاموش رہو) موجود ہی نہیں ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ اس کی پیروی کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو تم ''ربنا ولک الحمد'' کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو بخاری شریف جلد نمبر ۱/ ۳۶۹ اور مسلم شریف میں الفاظ آخر میں کچھ اس طرح ہیں کہ جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔ مسلم شریف صفحہ نمبر ۳۶، ۳۷ نمبر ۱۔

حدیث نمبر۵: (ب) اس حدیث کو بھی مولانا نے نمبر ۵ لگا دیا۔ اس لئے میں نے اس کو ۵ (ب) کر دیا ہے تا کہ نمبر شمار میں غلطی نہ ہو۔ اس حدیث میں مولانا نے لکھا ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے نماز پڑھائی پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا امام کی قرأۃ کی حالت میں تم تلاوت کرتے ہو صحابہؓ خاموش رہے۔ حضور ﷺ نے تین بار یہ سوال فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ (طحاوی شریف)

جواب: بے شک یہ روایت موجود ہے طحاوی شریف میں مگر یہ روایت ناقص ہے مکمل روایت میں سورۃ الفاتحہ

پڑھنے کا حکم موجود ہے۔ مکمل روایت درج ذیل ہے۔

حدیث: حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ہمیں متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم امام کی قرأت کے ساتھ ساتھ اپنی قرأت بھی کرتے ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہے آپ نے تین بار فرمایا۔ ہم نے جواب دیا ہاں ہم قرأت کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا صرف سورۃ الفاتحہ اپنے دل میں پڑھا کرو۔ جزء القرأۃ البخاری صفحہ نمبر ۱۲۷۔ کتاب القراءۃ للبیہقی صفحہ ۵۷) (اس کے علاوہ صحیح ابن حبان میں یہ روایت ہے)

حدیث نمبر ۶: مولانا نے حدیث نمبر ۶ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے روایت کیا ہے۔ کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے وہ دین فطرت پر نہیں۔ (طحاوی شریف)

جواب: یہ روایت بھی ضعیف ہے تفصیل کیلئے سند لکھ کر بھیجیں تفصیل دی جائے گی۔ (اور اگر بالفرض یہ روایت درست مان بھی لی جائے تو اس میں سورہ الفاتحہ کا ذکر نہیں ہے کہ سورۃ الفاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے والا دین فطرت پر نہیں۔)

حدیث نمبر ۷: حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ میں امام کے پیچھے تلاوت کروں یا خاموش رہوں تو فرمایا خاموش رہو۔ امام تیرے لئے کافی ہے۔ (دار قطنی)

حدیث نمبر ۸: دار قطنیؒ نے حضرت شعبیؒ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا امام کے پیچھے تلاوت جائز نہیں۔

جواب: حدیث نمبر ۷ اور حدیث ۸ دونوں ضعیف ہیں تفصیل اگر چاہیے تو سند لکھ کر بھیج دیں ان شاء اللہ تفصیل دی جائے گی۔

حدیث نمبر ۹: حدیث نمبر ۹ میں مولانا نے لکھا ہے۔ بیہقی نے قرأۃ کی بحث میں حضرت ابو ہرۃؓ سے روایت کی ہے۔ کہ انھوں نے حضور ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نماز میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔ ماسوائے اس نماز کے جو امام کے پیچھے ہو۔

جواب: یہ روایت بھی بالکل ضعیف ہے۔ بلکہ اس کے برعکس مسلم شریف اور حدیث کی مختلف کتابوں میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت موجود ہے جس میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم موجود ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے نماز میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی''۔ یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ ابو ہریرۃؓ جواب دیا اس وقت تم لوگ آہستہ سورۃ الفاتحہ پڑھ لیا کرو۔۔۔۔ صحیح ابن حبان صفحہ ۱۴۲ (مسلم شریف جلد نمبر ۱/ ۲۴)

حدیث نمبر ۱۰: مولانا حدیث نمبر ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ۔ امام محمد مؤطا میں عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت

عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔

جواب: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ جبکہ آپ کے نزدیک تو یہ روایت صحیح ہے تو آپ سے عرض ہے کہ آپ کے ہر مقتدی کے منہ میں پتھر دیا گیا ہے کیونکہ آپ نے دلیل کے طور پر روایت پیش کی ہے کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔ تو آپ کی یہ حسرت پوری ہوگئی ہے اور پتھر آپ ہی کے منہ میں آ گیا ہے۔ کیونکہ آپ تمام حضرات امام کے پیچھے (رب اجعلنی.....یو م یقوم الحساب) تک امام کے پیچھے تلاوت کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کے منہ اس پتھر کی وجہ سے بند ہیں اور حق بات منہ سے نکل نہیں سکتی اور قیامت تک اس پتھر سے آپ کے منہ بند ہی رہیں گے اور حدیث نمبر ۶ میں آپ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے وہ دین فطرت پر نہیں۔ اور یہ روایت بھی آپ کے نزدیک بالکل صحیح ہے اس لئے یہ بات بھی درست ہے کہ واقعی آپ ہی دین فطرت پر نہیں ہیں کیونکہ آپ تمام حضرات امام کے پیچھے (رب اجعلنی.....یوم یقوم الحساب) تلاوت کرتے ہیں۔ اس لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے اپنے منہ سے سچ نکلوا دیا کہ آپ لوگ خود ہی دین فطرت پر نہیں۔ کیونکہ جو دین فطرت ہے وہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کو دے دیا اور جو غیر فطری دین تھا جو کہانیوں اور قصوں پر مبنی تھا وہ آپ کے حصے میں آ گیا۔

نوٹ:

مولانا کی پیش کردہ آیت کریمہ۔ تفاسیر اور حدیث کی آسان اور سلیس زبان میں مختصر بحث تحریر کی ہے تا کہ عام آدمی جو تھوڑی سی بھی اردو پڑھنا جانتا ہو اس کو بھی سمجھ آ جائے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن اور حدیث کو صحیح سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں حضور ﷺ کا سچا تابعدار بنائے اور حضور ﷺ سے سچی محبت کرنے کی توفیق دے (آمین)

عظیم الشان سیرۃ خیر البشر ﷺ کانفرنس

مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث جہلم میں مورخہ 6 اپریل بروز جمعرات بعد نماز عشاء تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سلسلہ میں عظیم الشان سیرت خیر البشر ﷺ کانفرنس زیر صدارت رئیس الجامعہ منعقد ہوئی۔

مہمان خصوصی مولانا حکیم حافظ عبدالرزاق سعیدی مہتمم جامعہ رحمانیہ منڈی فاروق آباد تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا حنیف ربانی (کامونکی) مولانا عبدالباسط شیخوپوری اور مولانا قاری محمد خالد مجاہد (پتوکی) نے خطاب کیا۔ شاعر اسلام قاری عبدالوہاب صدیقی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔